مولانا لال حسین اختر مرحوم

عجائبات مرزا

مرغ۔ بلی اور چوہا

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ رؤیا دیکھا، چند آدمی سامنے ہیں۔ ایک چادر میں کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا۔ کہ یہ آپ کے لئے ہیں۔ دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں۔ اور ایک بکرا[1] ہے۔ میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا۔ تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی ملی۔ جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔[2]

(البدر نمبر 1 جلد 20' 1905ء و مکاشفات صفحہ 42)

مرزا صاحب کے الہام کنندہ نے "بلی کو چوہے کی خواب" کی ضرب المثل سچ کر دکھائی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی بہادر اور خوفناک قسم کی بلی تھی۔ کہ جس سے مرزا جی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہئے۔ کہ آئندہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں اس بلی کے لئے ہدیہ تشکر کی قرارداد منظور کریں۔ کہ اس بلی نے مرغوں۔ بکرے اور خود مرزا صاحب کی طرف توجہ نہ کی۔ **اگر وہ حملہ آور ہوتی تو** مرغوں۔ بکرے اور خود جناب نبوت مآب کی خیر نہ تھی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مرغی کا الہام

مرزا غلام احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

"رویا' دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے۔ مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ ہے۔ ان کنتم مسلمین اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا۔ کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔ "انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین"

(بدر جلد 2 نمبر 1' 1906ء مکاشفات صفحہ 47)

1۔ چادر میں بکرا سبحان اللہ۔ عجائبات در عجائبات (مدیر)

2۔ وہ تو خیر گزری کہ بلی نے توجہ نہ فرمائی۔ ورنہ مرزا صاحب بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جاسکتے؟ اور بکرے بچارے کی تو بلی تکا بوٹی کر دیتی۔ (مدیر)

مرزائیو! شکر کرو۔ کہ تمہارے "مسیح موعود" کی روایتی بلی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم نہیں ہوا۔ اگر اسے پتہ چل جاتا۔ تو وہ اس مرغی کو معہ الہام بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتنا تو بتاؤ۔ کہ جب مرزاجی کو سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

سؤر کو الہام

میر محمد اسماعیل صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔

"ایک جاہل شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نوکر تھا۔ اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑ گیا۔ وہ سؤر ہانکتا تھا۔ اسے الہام ہوا۔ کہ اٹھ او سؤر انماز پڑھ!"

(اخبار الفضل قادیان 23 اکتوبر 26ء صفحہ 7)

سچ ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسے قادیانیوں کے مسیح موعود ویسا نوکر ویسی برکت ویسا فرشتہ اور ویسا الہام۔

این خانہ ہمہ آفتاب است!

کذاب فرشتہ

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

"رؤیا کوئی شخص ہے۔ اس سے میں کہتا ہوں۔ کہ تم حساب کر لو۔ مگر وہ نہیں کرتا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور اس نے مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا۔ جو الٰہی بخش کی طرح ہے۔ مگر انسان نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیئے۔ تو وہ اس قدر ہو گئے۔ کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے اس کا نام پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا۔ کہ میرا نام ہے۔ ٹیچی" (مکاشفات صفحہ 48)

مرزاجی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں روپے عطا کرنے والا ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا۔ کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔ مرزائیوں کے "ظلی و بروزی نبی" کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا۔ کہ تمہارا نام کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میرا کوئی نام نہیں۔ مگر دوبارہ نام پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزاجی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولا یا دوسری دفعہ!

مرزائیو! جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ اس نبی کی نبوت کا کیا اعتبار؟ سچ ہے 'جیسی روح ویسے فرشتے'!

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

یہ تو نتیجے سے پرائمری فیل ہیں۔ اگر مڈل پاس ہو جاتے تو جانے کامیابی کا معیار کیا ٹھہراتے اور کیا سے کیا بن جاتے۔ ذہنی افلاس اور دماغی قلاشی کا یہ حال کہ پرائمری تک پاس نہیں کر سکے۔ اور دعویٰ یہ کہ حبیب کبریا سے پیچھے کوئی درجہ نظر ہی نہیں آتا۔

بندگی پہ بھی خدائی کے ہیں دعوے کب سے
اب تو یا رب ترے بندوں کی طبیعت بدلے

اور پھر یہ پرائمری فیل ہو کر محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ جانے کے امکانات صرف بیٹے تک محدود نہیں۔ باپ کا بھی یہی حال ہے۔ وہ نتیجے سے امتحان تو مختاری کا پاس نہیں کر سکے۔ مگر نقل کفر کفر نباشد بڑھ گئے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ایک مردود مرید قاضی اکمل کی طعون زبان بکتی ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(البدر صفحہ 14، 25 راکتوبر 1906ء) قادیان

"الفضل" اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بجائے قریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و ناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

"یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور" ..... (جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے حضرت کا شرف سماعت حاصل کرنے اور "جزاکم اللہ تعالیٰ" کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفان کا ثبوت دے"

(الفضل، 22 اگست ۱۹۴۴ء)

تف ہے اس ایمان اور لعنت ہے اس عرفان پر ع
گر ولی اینست لعنت بر ولی!

مختاری فیل "مسیح موعود"

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ فخر رسل سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "سے بڑھ کر شان" والے منشی غلام احمد خیر سے کھوتا رام جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور مختاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو سکھ پاس کر لیتے تھے وہ "حضرت صاحب" پاس نہ کر سکے۔

صاحب زادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں

کامیاب نہ ہوئے۔ اور کیونکر ہوتے وہ دینوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 137 و 138)

چہ خوب! گویا امتحان میں کامیاب ہوتا تو دینوی اشغال کا پیش خیمہ تھا، مگر فیل اور ناکام ہونا۔ مدراج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!

"چھوٹے میاں" "بشیر احمد صاحب" کا یہ آخری فقرہ انگور کھٹے ہیں کا مصداق بہت دلچسپ ہے، مگر اس سے زیادہ دلچسپ "بڑے میاں" "محمود احمد صاحب کا ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

افیمی استاد کا افیمی شاگرد

حضرت مسیح موعود کو کبھی یہ دعویٰ نہ تھا۔ کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا" وہ حقہ لیکر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔

(الفضل 1929 - 2 - 5)

گویا "حضرت صاحب" اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے۔ بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا اسی کا استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

(1) میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے تریاقِ الٰہی دوا، خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی، اور اس کا بڑا جزافیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(الفضل 29 - 7 - 19)

(2) آپ کی عادت تھی۔ کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے۔ اور باقی ٹکڑے دستر خوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں۔ کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں (الفضل 35 / 3 - 24)

(3) صاحبزادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ...... آپ چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ

کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے۔ تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے۔ تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔
(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 42)

(4) بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی۔ اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی جوتا ھدیتہً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا۔ کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔ (سیرۃ المہدی۔ حصہ دوم صفحہ 58)

(5) بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے۔ کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی پیر کی پشت پر آ جاتی۔ اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی (سیرۃ المہدی حصہ دوم نمبر 126)

(6) کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری ٹوپی۔ عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 128)

اس سلسلہ میں چند ایک مریدان باصفا کی روایت بھی سن لیجئے۔

(7) آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے۔ اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔

(مقدمہ براہین احمدیہ جلد اول نمبر 67 مرتبہ معراج الدین صاحب قادیانی)

(8) ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا صاحب نے) اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

(منکرین خلافت کا انجام صفحہ 96 مصنفہ جلال الدین شمس صاحب)

(9) نئی جوتی جب پاؤں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔

(اخبار الحکم قادیان 35، 2-22)

گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے تاہم اہل فکر و نظر کے لئے اتنا کافی ہے۔

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ!
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی دال آہ! انسانیت کی بدقسمتی اور دین کی مظلومی! کہ جس ذات شریف کو دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے، چابیاں سنبھالنے، اپنی شلوار کا ازاربند کھولنے جراب اور جوتا پہننے۔ کاج میں بٹن دینے۔ استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے حتیٰ کہ سیر کے وقت چلنے اور ڈاڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعوے کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاؑ سے تخت نبوت و رسالت اور سید المرسلینؐ سے تاج رشد و ہدایت چھیننے کے۔

بادہ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے!

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل

"الفضل" اور اللہ دتہ اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے مکر سکتے ہیں۔ اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزاجی "عشق رسول" کے مختلف مدارج تقابل و ہمسری، تفوق و برتری اور وحدت و عینیت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے اور مقام مقصود پر آتے ہیں۔ یعنی نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت اور کرسی نبوت سے اٹھاتے اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب سر کر کے تخت خلافت پر براجمان ہوتے ہیں سنئے اور جگر تھام کر سنئے مرزاجی کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں۔

کہ اب اسم محمدؐ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ (اربعین نمبر 4 صفحہ 17)

فرمایئے! کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی! کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمدؐ پر اس بے حیائی سے ڈاکہ زنی کے بعد بھی غلام احمد کی "نبوت" کو محمد رسول اللہ کی اتباع کامل کا ثمرہ قرار دیا جائے گا؟ ارباب اقتدار سے! ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنقیص و مفضولیت کی خرافات اور بکواس سے گزر کر نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی نابکار سعی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود و ملعون لاہوری اور قادیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

ہرگزم باور نمی آید ز روئے اعتقاد
ایں ہمہ ھا گفتن و دین پیمبر داشتن

مسلم لیگ اور اسلام میاں افتخار الدین اور سردار شوکت حیات خان اگر اپنی تقریروں سے مسلم لیگ میں انتشار کا موجب ہوں تو انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

مجلس عاملہ پاکستان مسلم لیگ نے ۱۱ / اپریل کو کراچی میں میاں صاحب اور سردار صاحب کو پارٹی سے پانچ پانچ سال کے لئے خارج کرتے ہوئے ان کے خلاف حسب ذیل فرد جرم مرتب کی ہے۔

میاں صاحب اور سردار صاحب نے جماعتی نظم و ضبط کا خیال کئے بغیر مجلس دستور ساز میں پارٹی کے فیصلوں کے خلاف تقریریں کر کے مسلم لیگ کے مفاد کو نقصان پہنچایا بلکہ انہوں نے پارلیمنٹ میں پاکستان پارلیمنٹ کی حیثیت کو چیلنج کیا۔ انہوں نے پارٹی میں انتشار و بد نظمی پھیلانے کے لئے تخریبی کارروائیاں کیں اور مسلم لیگ کو رسوا کرنے کی کوشش کی۔"

مگر آہ مرزا غلام احمد میاں محمود احمد اور دوسرے مرزائیوں کی اس قسم کی تقریروں سے نہ ملی نظم و ضبط کو صدمہ پہنچتا ہے نہ اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہے نہ دین کی حیثیت کو چیلنج ہوتا ہے۔ نہ اس کی رسوائی ہوتی ہے۔ اور نہ ملت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں معزز معاصر ڈان (اردو) بعنوان " پارٹی سے بغاوت کی سزا " لکھتا ہے۔

"گورنمنٹ ' اس کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر انہوں نے سخت حملے کئے ہیں ' انہوں نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ دستور یہ پاکستان اور پارلیمنٹ کی نیابتی حیثیت پر بھی اعتراض کیا پاکستان کا کون سا نظام اور ادارہ باقی رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ ان کی نظر میں اس کا احترام ہے...... ان کے اور مسلم لیگ پارٹی کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ گئی تھی جو انہیں پارٹی کا رکن باقی رکھا جاتا"

بالکل انہی الفاظ میں ہم یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ...... (اس سارے مرزا نمبر سے قطع نظر صرف زیر نظر افتتاحیہ میں) ان کے کرتوت کو بغور دیکھ کر ہمیں بتلایا جائے کہ مرزائیت اور اسلام کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ جاتی ہے کہ مرزائیوں کو ملت اسلامیہ کا رکن باقی رکھا جائے جب وہ اسلام کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر شدید حملے نہ کریں بلکہ خود سید الانبیاء رحمتہ اللعالمین کی شان رسالت کو ختم کر کے مرزا غلام احمد تخت و تاج نبوت پر قابض ہونے کی ملعون کوشش کرے تو پھر اسلام کا باقی کیا رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ مرزائیت کی نظر میں اس کا احترام ہے؟

الحاصل مرزا غلام احمد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حریف و مقابل اور بدترین مخالف و معاند ہے اور امت مرزائیہ امت محمدیہ سے بالکل جدا اور مغائر! اسے محمد رسول اللہ کے پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ شامل رکھنا اسلام کی مظلومی کا دردانگیز مظاہرہ ہے اور ملت کی مجبوری کا الم ناک نظارہ جسے دیکھ کر حساس و دین دار فرزندان توحید کا دل گھٹتا...... اور جگر پھٹتا ہے۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل
بے دست و پا کو دیدہ بینا نہ چاہئے!